آغا حشر کاشمیری

پیدائش: ۱۸۷۹ء

وفات: ۱۹۳۵ء

آغا حشر بنارس میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک مشہور و معروف کشمیری خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ابتدائی تعلیم حافظ عبدالصمد کے مدرسے میں ہوئی۔ مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد جے نارائن سکول میں داخل ہوئے، وہیں سے اُنھوں نے شاعری کا آغاز کیا۔ وہ بنیادی طور پر شاعر تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں احسن لکھنوی کے ایک ڈرامے سے اتنے متاثر ہوئے کہ ڈرامہ نگاری کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور کم عمری ہی میں شہرت حاصل کر لی۔ سکول ہی کے زمانے میں اُنھوں نے ''آفتابِ محبت'' نامی ڈرامہ لکھا۔ ڈرامہ نگاری کے شوق میں بمبئی چلے گئے اور یوں تعلیمی سلسلہ ختم ہوگیا۔

اُن کا پہلا مقبول ڈرامہ ''مریدِ شک'' تھا۔ اُنھوں نے اُردو ڈراموں میں ایک نئی جہت پیدا کی اور سٹیج ڈراموں کو بازاری پن اور عامیانہ ماحول سے نکال کر خالص ادبی صنف بنایا۔ آغا حشر کو زبان پر عبور حاصل تھا۔ وہ شاعرانہ تخیل کو سیدھے سادے الفاظ اور عام بول چال میں بیان کرتے۔ آغا حشر کی بدیہہ گوئی بہت مشہور ہے۔ وہ اتنی جلدی اشعار کہتے تھے کہ سننے والوں کو حیرت ہوتی۔ اُن کے ڈراموں کی کامیابی میں اُن کا شاعرانہ اسلوب بھی کارفرما ہے۔ ان میں مکالمہ نگاری کی استعداد بہت تھی۔ اُن کے مکالموں میں مبالغے کا انداز ہے، لیکن ان کے اثر سے انکار ممکن نہیں۔

تصانیف: رستم و سہراب، سفید خون، یہودی کی لڑکی، خوابِ ہستی، اسیرِ حرص اور خوب صورت بلا، نیک پروین، پاک دامن وغیرہ

آغا حشر کاشمیری

خوب صورت بلا

کردار:

نیکی ، بدی ، شمسہ ، توفیق ، قتلو خان ، طغرل بیگ۔

شمسہ: ملکہ، جس نے سازش کر کے اپنے بھائی بادشاہ برجیس کو قتل کیا اور خود حکومت سنبھال لی اور اب اپنے بھتیجے شہزادہ سہیل کو قتل کر کے اپنے بھائی کا نام ونشان مٹانا چاہتی ہے۔

قتلو خان اور طغرل بیگ: شمسہ کے وفادار اور معتمد

توفیق: مقتول بادشاہ برجیس کا وفادار، جو اپنی جان پر کھیل کر شہزادہ سہیل کی جان بچانا چاہتا ہے۔

(نیکی کا آنا)

نیکی: خداوند کا جلال ہو مقدس ہے وہ خدا جو آدم کے سرکش اور باغی بیٹوں کو ماں باپ کی طرح پیار کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو سچے دل سے اور پوری سچائی کے ساتھ اس کی اطاعت اختیار کرتا ہے۔ اے گمراہ ہستی! جو اندھی اور دیوانی بنی تباہی کے غار کی طرف دوڑی جا رہی ہے، آ روشنی کی طرف آ۔ خدائے رحیم تیری پکار پر کان لگائے ہے۔ اُس کی رحمت تجھے گود لینے کے لیے محبت کے بازو پھیلائے ہے۔

ے جس راہ میں ہوں ٹھوکریں، وہ راہ اے انساں نہ چل\
جرم وگنہ کے بوجھ سے ورنہ گرے گا منہ کے بل\
تاریکیاں ہیں ہر طرف، اندھا نہ بن، اب بھی سنبھل\
ایمان کا فانوس لے اور اُس میں جلا شمعِ عمل

اٹھ بھاگ دوڑ، آ اس طرف، طاقت ابھی ہے پاؤں میں
آرام و راحت، زندگی، سب ہیں خدا کی چھاؤں میں

بدی: (آکر) میں ہوں جہان کی خوشی، میں ہوں۔

نیکی: دُنیا کی مصیبت، خُدا اور انسان کے بیچ دیوار۔

بدی: دنیا کی قسمت میرے داہنے ہاتھ میں ہے اور اِس کی کنجی میرے بائیں ہاتھ میں ہے۔ تُم جو بہشت کی اُمید میں دنیا کو دوزخ بنائے ہوئے ہو، میری طرف آؤ اور میرا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ میری سخاوت کے بادل موتی برسائیں گے اور تمھارے دامن کو بھی مالا مال کردیں گے۔

نیکی: تُو جھوٹی ہے۔ تُو آدمی کو ذِلت، مصیبت اور خوفناک موت کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔

بدی: چُپ! تُو ہی میری طرف آنے والوں کو روکتی ہے۔

نیکی: اور تُو نیک راہ چلنے والوں کو جہنم کے اندھیرے غار میں گراتی ہے۔

بدی: تُو نہ ہوتی تو دنیا میں بہشت کا مزہ آتا۔

نیکی: بدی! تُو نہ ہوتی تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔

بدی: نیکی! لڑائی چھوڑ

نیکی: بدی! بڑائی چھوڑ

بدی: اری! دنیا عاشقوں کا بازار ہے۔ اس میں کوئی تیرا خریدار ہے کوئی میرا طلب گار ہے۔

نیکی: اگر نفرت ہے میرے عاشقوں کو تیری صورت سے
تو محبت کس لیے کرتی ہے، جا لڑ اپنی قسمت سے

جو آن جانتے ہیں دنیا کی حور تجھ کو
دے بیٹھے ہیں جو دل سے عقل و شعور تجھ کو

جس روز روشنی میں دیکھیں گے شکل تیری
نفرت کی ٹھوکروں سے پھینکیں گے دور تجھ کو

بدی: نادان! کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ کیا تو نہیں جانتی کہ دنیا کی مٹی خود غرضی اور لالچ کے پانی سے گوندھی گئی ہے۔

نیکی: جھوٹی! تیرا ہر لفظ عداوت سے بھرا ہے۔ دنیا کا چمن بس میری ہی کوشش سے ہرا ہے۔

بدی: بس کر قیل و قال۔ اب دیکھ میرے عاشقوں کا حال۔

(طغرل کا شراب پیتے دکھائی دینا، ساتھیوں کا گانا)

گانا: اے پیارے مہاراجا۔ دُلارے مہاراجا۔ پیالے مے کے پی لو جی
پیو جانی، پیالے مے کے پی لو جی۔ اے پیارے۔۔۔۔۔۔۔

دوسرا: بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد مے خانہ

بدی: میرے عاشقوں کا حال دیکھ چکی۔ اب اپنے چاہنے والوں کی ذلت اور مصیبت دیکھ۔

نیکی: بدی ہوئی شرط! دیکھنا میں ہارتی ہوں یا تو ہارتی ہے۔ (جانا)

(پردہ ہٹتا ہے اور شمسہ کا عالی شان مکان نظر آنا۔ سب درباریوں کا دست بستہ دکھائی دینا)

پہلا چوبدار: ع جلال ہمراہ، کمال ہمدم، عروج مانندِ چھتر سر پر

دوسرا: ع زمانہ حامی، فلک محافظ، سپہر بندہ، ستارہ چاکر

پہلا: ع نصیب درباں، قضا مگس راں، قدر ثنا خواں، ہو بخت یاور

دوسرا: ع سحاب قلزم، قدم قدم پر، زر و جواہر نثار سر پر

پہلا: ع وقار ہر سمت چھا رہا ہے، دلوں کی عظمت بڑھا رہا ہے

دوسرا: ع حضور تشریف لا رہی ہیں، کھڑے ہوں خدام سر جھکا کر

گانا: رہیں حکم سے تخت و تاج، ملک و راج، مال و منال۔ بلند نام ہو

دن بدن عزت بڑھے جاہ و جلال زمیں پہ آج ہے جس طرح آسمان محیط
یونہی جہان پہ چھایا رہے تیرا اقبال۔ رہیں۔-------------

(سہیلیوں کا ناچتے اور گاتے ہوئے اندر جانا)

شمسہ: جاؤ! اُس ضدی کو میرے سامنے لاؤ، ضد کس سے؟ مجھ سے جو طوفانی سمندر کی طرح غصے میں دیوانی ہو جاتی ہے، جو دم کے دم میں آندھی کی طرح بلائے ناگہانی ہو جاتی ہے۔ اگر یہ راہ پر نہ آیا، تو پھر اس کو دنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں۔

(قلو کا توفیق کو پابہ زنجیر سامنے لانا)

شمسہ: کیوں توفیق کس حال میں ہے!

توفیق: کس حال میں ہے؟ شیر لوہے کے جال میں ہے۔

شمسہ: سرکش!

؎ کیوں تباہی لا رہا ہے اپنے عزّ و جاہ پر
چھوڑ دے گمراہی آ جا اب بھی سیدھی راہ پر

توفیق: دُنیا میں سچی اور سیدھی راہ فقط نیکی ہے جو قبر کے دروازے سے نکال کر قیامت کے میدان سے ہوتی ہوئی بہشت کے دربار میں پہنچاتی ہے۔ باقی ہر ایک راہ ٹھوکر کھلاتی ہے، کانٹوں میں پھنساتی ہے اور آخر کار جہنم کے اندھیرے غار میں گراتی ہے۔

؎ پروا نہیں جو آج زمانہ خلاف ہے
رستہ وہی چلوں گا، جو سیدھا و صاف ہے

؎ دکھ اور سکھ تو ہیچ ہیں میری نگاہ میں
میں جان بھی جو دوں گا، تو نیکی کی راہ میں

شمسہ: میں نہیں سمجھتی، نیکی کیا چیز ہے؟ جو تجھ کو اور تیرے جیسے چند بے وقوفوں کو عزیز ہے۔

توفیق: نیکی کیا چیز ہے؟ نیکی ایک پاک نور ہے، نیکی خدا کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک قلعہ ہے جس میں پاک انسان بیٹھ کر شیطان کی فوج کا مقابلہ کرتا ہے۔

شمسہ: پاگل ہو گیا ہے۔

توفیق: ہاں ہاں! میں پاگل ہو گیا ہوں مگر خدا کا شکر ہے، خدا کا باغی، حرص کا بندہ، شیطان کا غلام، بے رحم، خونی اور نمک حرام نہیں ہوں۔

شمسہ: او نمک حرام! ہمارے سامنے یہ گستاخانہ کلام؟

توفیق: میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو پیٹھ پیچھے برائی کا اظہار کرتے ہیں۔ میں بہادر ہوں اور بہادر ہمیشہ سامنے آ کر وار کرتے ہیں۔

؎ صاف دل اس طرح کہتے ہیں برابر صاف صاف
جس طرح آئینہ کہہ دیتا ہے منہ پر صاف صاف

قلو: اگر تُو ضد چھوڑ دے تو میں ایمان سے کہتا ہوں--------

توفیق: چُپ بدمعاش! اس مقدس چیز کا نام نہ لے جس کا ایک ذرہ بھی تیرے ناپاک تن میں نہیں ہے۔ تم دونوں شیطان سے زیادہ ایمان کے دشمن ہو۔

شمسہ: بے شک ہیں اور اس لیے ہیں کہ بہادر کو نامراد اور سرخ کو زرد بنانے والا یہی ہے۔

توفیق: جس طرح خدا نے جسم کے لیے جان کا لیمپ جلایا ہے، اسی طرح جان کے لیے ایمان کا چراغ بنایا ہے۔

شمسہ: مگر میں ہوں، تو ضرور اس چراغ کی روشنی بجھاؤں گی۔

توفیق: اری! تو کیا، اگر تمام دنیا کے شیطان مل کر کوشش کریں پھر بھی یہ خدائی چراغ ہمیشہ جگمگاتا رہے گا اور جہاں میں رحم اور انصاف کی روشنی پھیلاتا رہے گا۔

شمسہ: توفیق! تو جانتا ہے میں کیسی عورت ہوں؟

توفیق: ذلت کی پُتلی! تجھے عورت کون کہتا ہے؟ عورت وہ ہے جس میں رحم ہو، شرم ہو، سچائی ہو، باوفائی ہو،

پارسائی ہو، جس نے فرشتوں کی طینت اور حور کی عصمت پائی ہو۔ تُو کبھی عورت نہیں ہو سکتی۔ جس طرح تُو نے معصوم شہزادے کا دغا سے حق چھینا ہے، اسی طرح عورت کے نام پر بھی زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔

شمسہ: توفیق! سُن

ے سانس سے آگ جو برساؤں وہ اژدر ہوں میں
ضد میں طوفان، تو غصے میں سمندر ہوں میں
پیس ڈالوں گی، مٹا دوں گی، فنا کر دوں گی
یاد رکھنا! تری تقدیر کا چکر ہوں میں

توفیق:

ے دل کا جوش ایسے ڈراوے سے کہیں گھٹتا ہے   موم سے پنجۂ فولاد کہیں دبتا ہے
مت سمجھ دل سے مرے زہر دغا نکلے گا   چیر کر دیکھ شرافت سے بھرا نکلے گا

ے رُوئیں رُوئیں کی زباں پر یہ سخن جاری ہے
جان پیاری نہیں، دنیا سے وفا پیاری ہے

قتلو: دیوانے! کیوں جان کر دنیا کی خوشیوں سے بے زار ہے۔ تیری ایک ہاں پر شاہی مہربانیوں کا بادل عزت، دولت اور رحم کی بارش برسانے کے لیے تیار ہے۔

توفیق: مجھے کوئی ایسی مہربانی نہیں چاہیے۔ او حرص کے غلام! یاد رکھ یہ کلام

ے چار دن ہے شان و شوکت کا خُمار   موت کی تُرشی نشہ دے گی اُتار
جب اُٹھائیں گے جنازہ مل کے یار   ہاتھ مَل مَل کے کہے گا بار بار

ے کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے
جو یہاں پایا یہیں سب دھر چلے

شمسہ: بس بس یہ وعظ پاگلوں کے لیے رکھ چھوڑ، سہیل کو ہمارے حوالے کر۔ تاج کا تابعدار ہو، ورنہ خوفناک

انجام کی پیشوائی کے لیے تیار ہو۔

توفیق: کیا معصوم شہزادے کو تم قصابوں کے پنجے میں ذبح ہونے کے لیے دے دوں؟ رحم اور انصاف کے گلے پر چھری پھیر دوں؟ تخت و تاج کے لٹیروں کو تعظیم کروں؟ شیطان کو بہشت کا مالک و وارث تسلیم کروں؟ نہیں! وفادار توفیق سے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

قتلو: مگر تم کو ایسا ضرور کرنا پڑے گا۔

توفیق: کیوں؟

شمسہ: ہمارا حکم

توفیق: تیرا حکم کوئی خدا کا حکم نہیں ہے۔

شمسہ: میں شاہی حکم دیتی ہوں۔

توفیق: میں تیری شاہی سے بھی منکر ہوں۔

ے تیر و تلوار و تبر نیزہ و خنجر برسیں   زہر، خوں، آگ، مصیبت کے سمندر برسیں
بجلیاں چرخ سے اور کوہ سے پتھر برسیں   ساری دنیا کی بلائیں مرے سر پر برسیں

ے ختم ہو جائے ہر اک رنج و مصیبت مجھ پر
مگر ایمان کو جنبش ہو، تو لعنت مجھ پر

شمسہ: ے غور کر پھر غور کر ورنہ اجل تیار ہے   تیرا سر ہے اور اس جلاد کی تلوار ہے

توفیق: ے مصیبت کے ڈر، رنج کے ہول سے   بہادر بدلتے نہیں قول سے
ے خدا لے کہ تُو لے، یہ جاں ایک ہے   مگر بات ایک اور زباں ایک ہے

شمسہ: ے مجھ پہ لعنت ہے جو تجھ کو اب میں زندہ چھوڑ دوں   کاٹ لا سر، تاکہ اس کو ٹھوکروں سے پھوڑ دوں

(جانا) سین ختم